سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۱۲۵

توشۂ آخرت کے اعمال

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ : گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۲۵

توشۂ آخرت کے اعمال

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبّت ہے
بہ اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبّت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدّدِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنّہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : توشۂ آخرت کے اعمال

واعظ : عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ مطابق جولائی ۱۹۸۱ء

مقام وعظ : ڈھاکہ، بنگلہ دیش

ترتیب و تصحیح : جناب سید عمران فیصل صاحب (خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ)

تاریخ اشاعت : ۲۱ ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۱ فروری ۲۰۱۵ء

زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080 اور +92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کو ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کی حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔الحمدللہ اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہوکر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہوسکے۔

ناظم شعبۂ نشر و اشاعت
خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

حسبنا اللہ ونعم الوکیل

پیش لفظ

زیر نظر وعظ شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دو مواعظ کا مجموعہ ہے۔ حضرتِ اقدس کا رمضان المبارک ۱۹۸۱ء میں بنگلہ دیش کا سفر ہوا۔ اس سفر میں حضرتِ اقدس نے حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت مولانا حافظ جی حضور رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں بیان فرمایا اور حضرت حافظ جی حضور صاحب کے ارشاد پر مثنوی شریف کا مختصر درس دیا۔ دورانِ وعظ حضرتِ اقدس جن کو حضرت کہہ کر مخاطب فرمارہے ہیں وہ حضرت حافظ جی حضور رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

دوسرا وعظ بنگلہ دیش کی مشہور مسجد خادم الاسلام میں ہوا جس میں حضرتِ اقدس نے اپنے مخصوص مؤثر اور درد بھرے انداز میں دنیائے فانی کی حقارت، آخرت کی تیاری اور اخلاق کی اصلاح سے متعلق اعمال اختیار کرنے کے بارے میں اپنے قیمتی ارشادات سے نوازا۔

یکے از خدام

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

و

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنّت کے راستے
اللہ ﷻ سے مِلاتے ہیں سُنّت کے راستے

توشۂ آخرت کے اعمال

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی اَمَّا بَعۡدُ

حکیم الامت کا اپنے شیخ حاجی امداد اللہ صاحب کا احترام

عموماً ایسا ہوتا ہے کہ جب چھوٹوں پر کسی بڑے کی شفقت وعنایات بہت زیادہ ہوتی ہیں تو کچھ لوگوں کو اس سے مناسبت نہیں ہوتی اور دوسرے پر اکابر کی یہ شفقتیں انہیں ناگوار گزرتی ہیں۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان سے مکہ مکرمہ اپنے شیخ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ارادہ تھا کہ ایک سال حاجی امداداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہوں گا لیکن ان پر حاجی صاحب کی نظرِ عنایت اتنی زیادہ ہونے لگی کہ حضرت تھانوی خود فرماتے ہیں کہ کچھ آدمیوں کو جن کو مجھ سے روحانی مناسبت نہیں تھی مجھ پر حاجی صاحب کی عنایت دیکھ دیکھ کر جلے جاتے تھے اور مجھے اندیشہ ہوا کہ حضرت کے کان میں یہ لوگ کوئی ایسی بات نہ کہہ دیں کہ اشرف علی کا سرمایہ یعنی حضرت کی محبت اور شفقت میرے ہاتھ سے نکل جائے۔ لہٰذا وہ مکہ مکرمہ چھ ماہ سے زیادہ نہیں رُکے، کعبہ کا قیام اور شیخ کی صحبت کی اتنی عظیم دولت کو اس خوف سے قربان کردیا کہ شیخ کے قلب میں ان کی طرف سے بال نہ آجائے، ان حاسدین کے خوف سے حضرت تھانوی چھ مہینے پہلے ہی ہندوستان واپس تشریف لے آئے۔

شیخ کے قُرب کا ناجائز فائدہ اُٹھانے کا وبال

حضرت! اب میں آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں جس سے زبردست عبرت حاصل ہوتی ہے۔ میرے مرشدِ اوّل حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرید پر بہت زیادہ شفقت فرمائی اور وہ حضرت کا بہت مقرب ہوگیا۔ اس سے کچھ لوگ حسد کرنے

لگے۔ حدیث شریف میں آتا ہے **كُلُّ ذِیْ نِعْمَةٍ مَحْسُوْدٌ**[1] **اَوْ كَمَا قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** ہر ذی نعمت محسود ہوتا ہے یعنی اس سے حسد کیا جاتا ہے۔ تو حضرت! کچھ لوگوں نے حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب کے کان میں اس قسم کی باتیں ڈالنی شروع کردیں کہ یہ آپ کے لیے، آپ کے بچوں کے لیے اور فلاں کام کے لیے بہت مضر ہے اور یہ جو مقرب بنا ہوا ہے تو یہ محض آپ کو دھوکا دے رہا ہے۔ غرض اس طریقے سے اور بھی بہت باتیں کیں۔ اور یہ کام وہ لوگ براہِ راست نہیں کرتے تھے، دوسرے لوگوں کو لے کر آتے تھے اور ان سے کہلواتے تھے۔ مثلاً جو بڑے بڑے افسران حضرت کی خدمت میں آتے تھے ان کو سِکھادیا کہ دیکھو حضرت سے ایسی بات کہو کہ یہ ہمارے دفتر میں آکر بھی آپ کے بچوں کی شکایت کرتے ہیں۔ لہٰذا ایک افسر آیا اوراس نے کہا کہ حضرت یہ آدمی جو آپ کا مقرب ہے وہ کراچی کے دفتروں میں آپ کی اولاد کی شکایت کرتا ہے۔ اب حضرت کو بہت دُکھ ہوا کہ ایسا مقرب ہوکر مجھ کو دھوکا دیتا ہے، اس کے بعد حضرت نے اس کو ڈانٹ کر نکال دیا۔ اب حاسدین نے یہ سوچا کہ حضرت شفیق ہیں اور اس سے بہت محبت کرتے ہیں، ایسا نہ ہو کہ یہ معافی مانگ لے اور پھر قریب آجائے لہٰذا آیندہ بھی قریب نہ آنے کے لیے کوئی میٹنگ ہونی چاہیے۔ اس کے لیے باقاعدہ ایک میٹنگ بلائی گئی اور ممبران شوریٰ جمع ہوئے کہ یہ دوبارہ مقرب نہ ہونے پائے حالاں کہ وہ خادم اللہ والا اور مخلص تھا لیکن مولانا رومی فرماتے ہیں کہ خانقاہیں بھی اس سے خالی نہیں ہیں۔ خیر اس میٹنگ میں یہ طے ہوا کہ کسی حکیم کو بہت بڑا نذرانہ دینا چاہیے، وہ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب کی نبض دیکھے اور یہ کہے کہ آپ کو بلڈ پریشر اوراعصابی تناؤ کی بیماری ہے اور خون پتلا ہورہا ہے، اندیشہ ہے کہ آپ پر فالج گر جائے کیوں کہ جب بلڈ پریشر ہائی ہوتا ہے تو فالج گر جاتا ہے۔ لہٰذا آپ کسی ایسے شخص کو جسے دیکھ کر آپ کو تکلیف ہوتی ہو اسے اپنے قریب بھی نہ آنے دیں۔ وہ حکیم بہت قابل اور نباض مشہور تھا، اس کی بڑی خدمت کی گئی، خوب پیسہ دیا گیا۔ حضرت! یہ میرے سامنے کا قصہ ہے، چشم دید واقعہ بتارہا ہوں۔ اس حکیم نے آکر حضرت کی نبض دیکھی اور کہا کہ حضرت آپ کی نبض کی رفتار بہت تیز ہے، آپ کو ہائی بلڈ پریشر ہورہا ہے، کوئی ایسی منکر صورت جس

[1] شعب الایمان للبیہقی: ۵/۲۷۷ (۶۶۵۵)، باب الحث علی ترک الغل والحسد، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

کو دیکھ کر آپ کو تکلیف ہوتی ہے اگر وہ صورت آپ نے دیکھ لی تو بلڈ پریشر اور زیادہ ہائی ہو کر آپ کو فالج ہو جائے گا، دماغ کی رگ پھٹ جائے گی، خون سارے دماغ میں پھیل جائے گا جس سے آپ کی جان کو خطرہ ہے۔ چناں چہ حضرت نے فیصلہ کرلیا کہ اس مقرب کو اب قریب بھی نہ آنے دوں گا۔ وہ مرید بہت دن تک روتا رہا، غریب رات رات بھر، عشاء سے لے کر فجر تک رویا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جن لوگوں نے حسد میں یہ باتیں کہی تھیں وہ ایسے ایسے مصائب میں مبتلا ہوئے کہ آج دوسروں سے زکوٰۃ اور بھیک مانگ رہے ہیں، حالاں کہ مال دار تھے اور ایسی بیماری لگ گئی کہ قبل از وقت بوڑھے ہوگئے، ڈاکٹروں کے علاج سے بھی فائدہ نہیں ہو رہا ہے۔ اللہ والوں کی آہ سے بچنا چاہیے۔ بعض لوگ اپنے قرب سے غلط فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ اسی لیے حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مشائخ کو بیدار مغز رہنا چاہیے۔

حضرت مولانا ابرار الحق صاحب کا حسن انتظام

حضرت! میرے مرشدِ ثانی حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نے جو دستور بنایا ہوا ہے وہ اتنا عمدہ ہے کہ جب کوئی کسی کے خلاف شکایت کرتا تو فرماتے ہیں کہ شکایت تحریری شکل میں دو، ہم زبانی شکایت نہیں سنیں گے اور تحریر کے بعد دو گواہ بھی لاؤ، اس کے بعد مدعیٰ علیہ کو بلایا جاتا ہے پھر اس سے بیانات لیے جاتے ہیں۔ اس طریقے سے اتنا رگڑتے ہیں کہ کسی کی ہمت نہیں ہوتی کہ ان کے کان میں کسی کے خلاف کوئی غلط بات کہہ سکے، وہ بھی سمجھتا ہے کہ کان میں کچھ کہا تو پھنس جاؤں گا لہٰذا حضرت کے ادارے میں ہر شخص پورے اطمینان سے کام کرتا ہے۔ حضرت کے سو مدرسے ہیں، میں نے ہر مدرسے والوں کو جا کر دیکھا ہے کہ نہایت اطمینان و سکون سے کام کر رہے ہیں کیوں کہ جانتے ہیں کہ شیخ بیدار مغز ہے، کسی کی لگائی بجھائی اور کانا پھوسی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ کی دعا

حضرت! جب میں نے حضرت شاہ عبدالغنی صاحب کے یہاں یہ واقعہ دیکھا تو میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ اختر رات دن دعا کرتا تھا کہ میرے لیے، مجھ حکیم کے لیے بھی

کوئی حکیم نہ بلالیا جائے۔ اور جس دن حضرت کی روح قبض ہوئی میں نے اللہ کا شکر ادا کیا ہے کہ یا اللہ! آج میرا شیخ مجھ سے راضی جارہا ہے۔ اختر کے پاس اس سے بڑی دولت اور کیا ہوسکتی ہے۔ میں نے حضرت سے یہی دعا کرائی تھی کہ حضرت دعا کیجیے کہ اللہ ہم سے دین کا کام لے لے۔ حضرت نے دعا فرمائی اور میری والدہ سے فرمایا کہ تم آمین کہو، کیوں کہ میری والدہ کا حضرت سے نکاح ہوا تھا۔ اور یہ معاملہ بھی عجیب ہوا تھا کہ والدہ صاحبہ نے خواب دیکھا تھا کہ اندھیری رات ہے اور میری گود میں چاند آگیا، والدہ کو کچھ پتا نہیں کہ مستقبل میں کیا ہونا ہے، جب حضرت سے ان کا نکاح ہوا تو حضرت نے خواب سن کر فرمایا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا صدقہ ہے۔ ایک زوجہ مطہرہ نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا تھا کہ میری گود میں چاند آگیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا نکاح ہوا۔ حضرت! میرے شیخ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی پھول پوری رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے آٹھ سال بعد میری والدہ کا انتقال ہوگیا۔

اہل اللہ کے تَحْدِیْثْ بِالنِّعْمَۃْ کو اپنے اوپر قیاس نہ کریں

حضرت! حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بعض مواقع ایسے ہوتے ہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کی تَحْدِیْثْ بِالنِّعْمَۃْ کرتا ہے مگر حاسدین سمجھتے ہیں کہ اپنے فضائل بیان کررہا ہے۔ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ میری تصنیف بیان القرآن کی قدر کسی عالم کو بھی اس وقت تک نہیں ہوسکتی جب تک اس کو پہلے کسی آیت میں اشکال نہ ہو، پھر تیرہ چودہ متقدمین کی تفاسیر دیکھے، پھر میری تفسیر بیان القرآن دیکھے، تب اس کو معلوم ہوگا کہ اللہ نے میرے ہاتھوں سے کیا کام لیا ہے۔ اسی لیے مولانا رومی فرماتے ہیں کہ ؎

متہم کم کن بدزدی شاہ را

شاہوں کو چور مت کہو کیوں کہ ان کے خزانے میں بہت مال ہے۔ ایک بادشاہ کا شاہی باز راستہ بھٹک کر الّوستان میں چلا گیا تو سارے الّو کہنے لگے کہ یہ باز ہمارے الّوستان پر قبضہ کرنے آیا ہے۔ مولانا رومی نے یہ قصہ لکھا ہے، اس بازِ شاہی نے کہا کہ دیکھو مجھے تمہارے الّوستان سے کوئی تعلق نہیں ہے، میں غلطی سے یہاں آگیا ہوں۔

من نخواہم بود این جا می روم
سوئے شاہنشاہ راجع می شوم

تم شور و غل مت مچاؤ، مجلس شوریٰ مت کرو، میں یہاں نہیں رہوں گا، میں یہاں سے جارہا ہوں، میں بادشاہ کا مقرب ہوں، مجھے بادشاہ اپنی کلائی پر بٹھاتا ہے، نگاہِ شاہ سے میری نگاہ ملتی رہتی ہے، اے الّوو! تم میری قدر کیا سمجھوگے؟ لیکن سب الّوؤں نے میٹنگ میں کہا کہ یہ ایسے نہیں جائے گا، اس کے پَر نوچ لو، جب کچھ پریشان کیا جائے گا اور ستایا جائے گا تو جلدی بھاگے گا۔ جب اس نے مجلس شوریٰ کا فیصلہ سنا تو مولانا رومی فرماتے ہیں کہ بازِ شاہی نے کہا ؎

گفت باز ار یک پر من بشکنند
بیخ چغدستاں شہنشہ بر کند

باز نے کہا کہ اگر تم نے میرا ایک پَر بھی توڑا تو بادشاہ تمہارے الّوستان کو جڑ سے اکھاڑ دے گا۔ تم نہیں سمجھتے ہو کہ ؎

رُخ زرین من منگر کہ پائے آہنیں دارم
چہ می دانی کہ در باطن چہ شاہِ ہمنشیں دارم

مولانا رومی نے مثنوی روم میں یہ شعر ارشاد فرمائے ہیں کہ میرے پیلے چہرے کو مت دیکھو میں آہنی پیر رکھتا ہوں، تمہیں پتا نہیں کہ میں باطن میں کس شہنشاہ کو رکھتا ہوں۔ لہٰذا اہل اللہ کو اپنے اوپر قیاس نہ کرنا چاہیے۔ بعض وقت اللہ والوں سے اللہ تعالیٰ ایسی باتیں کہلوا دیتے ہیں لیکن حاسدین سمجھتے ہیں کہ یہ اپنے فضائل بیان کررہا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے میرے شیخ اوّل مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ دیکھو حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پہلے فرماتے تھے کہ اگر قیامت کے دن اللہ پوچھے گا کہ کیا لائے ہو؟ تو مولانا قاسم اور مولانا رشید کو پیش کروں گا لیکن اب میرے دل کا فیصلہ بدل گیا، اب میرا اعتقاد یہ ہے کہ اشرف علی ان دونوں سے اونچا ہوگیا۔ یہ بات حضرت شاہ عبد الغنی صاحب نے مجھ سے خود فرمائی۔

حکیم الامت کی شانِ تجدّدیت

تو میں عرض کررہا تھا کہ حکیم الامت نے فرمایا کہ دیکھو اللہ نے تفسیر بیان القرآن لکھوا کر مجھ سے کیا کام لیا ہے۔ ایک دفعہ بھری مجلس میں ارشاد فرمایا کہ سلوک کے بارے میں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے میرا سینہ کھول دیا ہے، جیسے ہی خانقاہ کے اندر کوئی شخص آتا ہے تو سارے اس کے امراض مجھ پر منکشف ہو جاتے ہیں حالاں کہ ابھی کوئی گفتگو بھی نہیں کرتا محض اس کی شکل اور اس کی چال ڈھال دیکھی، اس کی آنکھوں سے آنکھیں ملی اور سمجھ میں آجاتا ہے کہ یہ عاشق مجاز ہے یا نفسانی شہوت اور بدنگاہی کی بیماری میں مبتلا ہے یا یہ تکبر کی چال ہے، اسی وقت دل پر منکشف ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات حضرت حکیم الامت تھانوی فتاویٰ واپس کر دیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ کام تو دیوبند اور سہارنپور میں بھی ہو رہا ہے، اشرف علی سے وہ کام لو جو اس وقت زمانے میں نادرِ روزگار ہے۔

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حاجی امداد اللہ صاحب کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا کہ حضرت دعا فرمادیجیے کہ میں صاحبِ نسبت ہو جاؤں۔ حاجی صاحب نے فرمایا کہ صاحبِ نسبت تو ہو گئے ہو مگر اصلاح اپنے ماموں یعنی حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی سے کراؤ۔ اس پر حضرت تھانوی نے فرمایا کہ میرے اصلاح کے فن پر عالم برزخ سے تائید آرہی ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جس کی ہمارے یہاں اصلاح نہ ہو تو اسے تھانہ بھون بھیج دو، وہاں مولانا اشرف علی اسے ٹھیک کر دیں گے۔ حضرت کے یہاں تکبر کے فراعین کا جیسا علاج ہوتا تھا اس کی تو مثال ہی نہیں ملتی۔

اہل اللہ کی شان میں بدگوئی سے احتراز برتیں

تو میں عرض کر رہا تھا کہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

متہم کم کن بدزدی شاہ را
عیب کم گو بندۂ اللہ را

اللہ والوں پر عیب نہ لگاؤ۔ یہاں کم معنیٰ میں اُردو والے کم کے نہیں ہیں بلکہ نفی مطلق مراد ہے، ایسا نہ ہو کہ اُردو والا کم سمجھو کہ اللہ والوں پر کچھ کچھ عیب لگا سکتے ہیں، یہاں کم سے مطلق نفی مراد ہے یعنی اس کام سے بالکل احتیاط برتو۔ اہل اللہ کی شان میں بد گوئی کرنے سے لوگوں کو بہت نقصان پہنچا ہے۔ میرے مرشدِ اوّل حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے ایک نصیحت فرمائی تھی، ایک مرتبہ حضرت کے ایک مُجازِ بیعت کے بارے میں نے کچھ کہہ دیا کہ حضرت ان کی یہ بات سمجھ میں نہیں آئی، میں نے حضرت سے اس لیے عرض کر دیا تاکہ حضرت اصلاح فرمادیں۔ حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ کسی صاحبِ نسبت کے بارے میں زبان مت کھولو، اس سے تمہارے باطن کو نقصان پہنچے گا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ صاحبِ نسبت بندے کی خود حفاظت فرماتے ہیں یعنی اسے ضلالت و گمراہی پر قائم نہیں رہنے دیتے، توفیق توبہ عطا فرمادیتے ہیں۔

تفویض کی حقیقت

مفتی محمد حسن صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ حضرت حکیم الامت کے اکابر خلفاء میں سے تھے، جب وہ تھانہ بھون حاضر ہوئے تو ان کے گھر امرتسر سے خط آیا کہ گھر میں بیوی بچے سب بیمار ہیں، بہت پریشانی ہے۔ مفتی صاحب پریشانی کے عالم میں حکیم الامت کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ حضرت میں تو آپ کی خدمت میں اصلاح کرانے اور فیض حاصل کرنے کی غرض سے تھانہ بھون آیا تھا مگر گھر سے بہت پریشانی کا خط آیا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ مفتی صاحب! جب مومن کا اعتقاد مقدر پر ہے پھر اس کو مکدر ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ حضرت کا یہ جملہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ حضرت مفتی محمد حسن صاحب فرماتے ہیں کہ جس وقت میں نے یہ جملہ سنا یوں لگا جیسے کسی نے میرے دل کے غم کی آگ پر برف رکھ دی ہو۔

اتباعِ سنت کی برکت کا ثمرہ

حکیم الامت کے الفاظ بھی جوامع الکلم کے پرتو ہوتے ہیں، امتی جتنا زیادہ متبع سنت ہوتا ہے تو اتباعِ سنت کی برکت سے اس کو بھی سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی برکت

سے جوامع الکلم سے کچھ کچھ حصہ غلامی کے طور پر ملتا ہے۔ اس کے بعد حضرت حکیم الامت تھانوی نے ایک بات ارشاد فرمائی کہ دیکھیے مفتی حسن صاحب! اللہ تعالیٰ بندوں پر جو کچھ بھی حالات بھیجتے ہیں جس سے بندہ غمگین ہو جاتا ہے اسے بندے کو اپنے لیے خیر سمجھنا فرضِ عین ہے، چاہے اولاد کا انتقال ہو یا کوئی مرض ہو یا مقروض رہنا ہو یا صحت کا نہ ہونا ہو، غرض کوئی بھی غم و پریشانی آئے بندے کے لیے ہر ناموافق حالات کو اپنے لیے خیر سمجھنا مستحب اور واجب نہیں فرضِ عین ہے۔

مصائب پر صبر و شکر کے عقلی و نقلی دلائل

پھر حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ اب اس کے عقلی دلائل بھی پیش کرتا ہوں، مصائب پر صبر کرنے کے نقلی دلائل تو ہیں ہی جیسے حدیثِ پاک ہے حَمِدَ اللهَ وَ وَصَبَرَ[۲] ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ مصائب پر الحمدللہ کہنے کی کیا وجہ ہے؟ مصائب پر تو صبر ہونا چاہیے پھر حَمِدَ اللهَ کیوں ہے؟ اللہ تعالیٰ کا کس بات پر شکر ادا کیا جائے؟ اس کی شرح میں ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ وجہ یہ ہے لِعِلْمِهٖ بِمَا يُصَابُ عَلَيْهِ کیوں کہ مؤمن کو علم ہے کہ اس کو کتنا اجر و ثواب ملے گا۔ اور دوسری وجہ یہ ہے مَا وَقِیَ اَكْبَرُ مِنْهَا اَوْ اَكْثَرُ[۳] یعنی اس سے بڑی اور کثیر بلا نہیں آئی۔ اور اس نازل شدہ بلا کی وجہ سے تکبر اور اکڑ نہیں آتی، لہٰذا بندہ اس پر شکر ادا کرتا ہے۔ تو بلا و مصیبت پر صبر تو کرو لیکن الحمدللہ بھی کہو۔

مصائب پر صبر و شکر کے بارے میں دلائل نقلیہ موجود ہیں مگر اللہ والوں کے قلوب کو اللہ تعالیٰ بعض عقلی دلائل بھی عطا فرماتے ہیں۔ حضرت حکیم الامت فرماتے ہیں کہ میں چار عقلی دلائل پیش کرتا ہوں، اہل علم حضرات ان چاروں دلیلوں کو غور سے سنیں، حکیم الامت کے علوم پر عش عش کر اٹھیں گے، وجد آجائے گا۔

۲؎ کنزالعمال: ۲۹۷/۳ (۶۶۳۷)، باب فی الاخلاق والافعال المحمودۃ، مؤسسۃ الرسالۃ

۳؎ مرقاۃ المفاتیح: ۹۳/۴، باب البکاء علی المیت، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

حضرت حکیم الامت فرماتے ہیں کہ جب بندے کو کوئی مصیبت آتی ہے، ناموافق حالات آتے ہیں تو وہ چار حالتوں سے خالی نہیں۔ ذرا حضرت کا حصر دیکھیے فرماتے ہیں کہ اگر بندے پر مصیبت بھیجنے میں اللہ تعالیٰ کا کوئی نفع ہو تو میں اس پر استحالہ اور محال وارد کرتا ہوں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو تکلیف پہنچا کر کوئی فائدہ اٹھائیں یہ اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے۔ اس لیے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی غرض ثابت ہو جائے گی یعنی اللہ تعالیٰ محتاج ہو جائیں گے کہ بندوں کو مصیبت دے کر خود نفع اٹھاتے ہیں، تو اس شکل پر محال لازم ہو گیا۔ دوسری شکل یہ ہے کہ مصیبت میں کچھ فائدہ بندے کا ہو اور کچھ فائدہ اللہ میاں کا ہو، یعنی مضاربت کی صورت ہو، فرمایا یہ بھی محال ہے اور ایسا عقیدہ رکھنا حرام اور کفر ہے کیوں کہ بندوں کو تکلیف دے کر اللہ تعالیٰ کوئی نفع اٹھائیں چاہے کامل نفع اٹھائیں یا بصورتِ مضاربت کچھ نفع خدا اٹھائے کچھ بندہ اٹھائے تو یہ مضاربت والی دوسری شکل بھی اللہ کی شان کے خلاف ہے کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کو تکلیف دے کر ایک ذرہ بھی نفع اٹھالیں، یہ اللہ تعالیٰ کی صفاتِ الوہیت کے خلاف ہے۔ تیسری شکل یہ ہے کہ مصیبت آنے میں نہ بندے کا نفع ہو نہ اللہ میاں کا نفع ہو تو فرمایا یہ تو کسی عقل والے کا فعل بھی نہیں ہو سکتا، مخلوق بھی اگر کوئی ایسی حرکت کرے کہ اس میں کسی کا کوئی فائدہ نہ ہو، نہ خود اس کا فائدہ ہو اور نہ دوستوں کا فائدہ ہو تو کہتے ہیں کہ کیا لغو حرکت کرتے ہو۔ غیر مفید کام کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے محال ہے۔ اب رہ گئی چوتھی شکل، تین شکلوں پر تو استحالہ وارد کر دیا، اب چوتھی شکل ہے کہ معیت نازل ہونے میں خالص بندے ہی کا نفع ہے۔ سبحان اللہ! اہل علم حضرات اس کی قدر کر سکتے ہیں۔ جو علماء معقولات سے واقف ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ حضرت تھانوی نے منطقیین اور میزانیین کے اصول پر جواب دیا ہے۔ حکیم الامت اس طریقے سے حصر کرتے تھے۔

توکّل پر تأکل کا انتظام

حضرت! میں نے سوچا کہ حضرت تھانوی کے اس ملفوظ کو آپ کی خدمت میں پیش کروں، حضرت اپنے ابا کے موتی کی قدر کریں گے، تھانہ بھون کے جواہرات کی قدر اس کے عاشق ہی کر سکتے ہیں۔ اب حکیم الامت کا ایک واقعہ اور پیش کرتا ہوں۔ ایک رئیس حضرت

کی خدمت میں تھانہ بھون حاضر ہوئے، انہوں نے اپنے یہاں حضرت حکیم الامت کی بہت خاطر مدارات کی تھیں۔ لہٰذا حضرت نے ان سے کہا کہ بھائی آپ ہماری خوب دعوتیں کرتے ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ آپ بتلائیں کہ آپ کی مرغوبات کیا ہیں؟ تو رئیس صاحب نے کہا کہ حضرت ہمیں کوئی خاص چیز مرغوب نہیں ہے، آپ جو کھلائیں گے وہی کھائیں گے۔ پھر فرمایا کہ اچھا اگر آپ اپنی مرغوبات چیزوں کی نشاندہی نہیں کرتے ہیں تو کن چیزوں سے آپ کا پرہیز ہے یہ ہی بتادیں۔ انہوں نے کہا کہ حضرت پرہیز بھی کسی چیز سے نہیں ہے۔ تو حضرت نے اپنے خادم سے فرمایا کہ نیاز جاؤ، بڑے گھر میں کہو کہ توکّل پر تأکل کا انتظام کریں یعنی اللہ کے بھروسے پر کھانے کا انتظام شروع کردیں۔

(اس موقع پر حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حافظ جی حضور رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ حضرت! آپ کا پیغام ملا تھا کہ اساتذہ کے لیے کچھ نصیحت کرنی ہے، اس کا انتظام تو بعد میں بھی ہوسکتا ہے لیکن اگر حضرت اجازت دیں تو ابھی کچھ درسِ مثنوی ہوجائے؟ حضرت حافظ جی حضور رحمۃ اللہ علیہ کے اجازت دینے پر ارشاد فرمایا کہ)

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

می دہد یزداں مراد متقیں

حضرت! آپ کے کے لیے تو ہم متقی کہہ سکتے ہیں لیکن اپنے لیے کہتا ہوں کہ ؎

می دہد یزداں مراد عاجزی

اللہ اپنی رحمت سے ہم عاجزوں کی مراد پورا فرمادیں۔ ان شاء اللہ! کوشش کرتا ہوں، بس اب دورۂ مثنوی ہوگا۔

قلب کو غیر اللہ سے خالی کرنا مطلوب ہے

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

از ہمہ نومید گشتیم اے خدا

اوّل و آخر توی و منتہا

یا اللہ! میں آپ کے سوا تمام ماسوا سے نا امید ہو جاؤں۔ ماسویٰ یعنی قلب کو اللہ کے لیے خالی کرنا، انسان کے اندر یہ کیفیت ذکر و شغل سے پیدا ہوتی ہے، ماسویٰ سے قلب کو خالی کرنا کیفیتِ احسانی پیدا کرتا ہے جس کے باعث ہر چیز میں عجیب نورانی اثر پیدا ہو جاتا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے جس کو ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ اَلْاِسْمُ الْاَعْظَمُ هُوَ اللّٰهُ، بِشَرْطِ اَنْ تَقُوْلَ اللّٰهَ وَ لَيْسَ بِقَلْبِكَ سِوَى اللّٰهِ[۴] اسم اعظم در حقیقت اللہ کا مبارک نام ہی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ جب تو اللہ کا نام لے تو اللہ کے سوا دل میں کوئی نہ ہو۔ حضرت! عبارت کی شوکت دیکھیے۔ اللہ والوں کو اللہ شاندار عبارت عطا کرتا ہے۔ مولانا فرماتے ہیں کہ

از ہمہ نومید گشتیم اے خدا

ہم نے ساری مخلوقات سے اپنے قلب کو خالی کر لیا۔ خواجہ عزیز الحسن مجذوب صاحب کا شعر ہے ؎

ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہو گئی

اے خدا! ہم آپ کے ماسویٰ سے، ساری مخلوقات سے نا امید ہو گئے، یہاں تک کہ خود اپنے آپ سے بھی نا امید ہو گئے، ہم نے بارہا توبہ کی، بارہا ٹوٹی، اپنے نفس کی اصلاح کرتے کرتے اپنے دست و بازو سے نا امید ہو گئے، غیروں سے تو نا امید ہوئے ہی تھے خود اپنی ذات سے بھی مایوس ہو گئے کہ ہم اپنی طاقت، اپنی استعداد و صلاحیتیں، اپنے عزائم اور ہمتیں، اے اللہ! ہم سب سے مایوس ہو گئے، بارہا اپنی رسوائی دیکھ لی، بڑے بڑے وعدے اور ہمت اور ارادے کیے مگر جب کبھی گناہ کا موقع آتا ہے تو نفس اور شیطان غالب آجاتے ہیں، ساری توبہ ٹوٹ جاتی ہے۔ مولانا اپنی عاجزی کا اظہار فرماتے ہیں کہ اے خدا! میں اوّلاً تمام مخلوقات سے اور ثانیاً اپنے قویٰ، اپنے حواس اور اپنی ذات سے بھی مایوس ہو چکا ہوں، مجھے اب اپنی طاقت پر کوئی بھروسہ نہیں رہا، اوّل اور آخر، ابتدا اور انتہا سب کچھ آپ کے قبضے میں ہے، آپ کی ذات اوّل بھی ہے اور آخر بھی ہے اور منتہا بھی آپ کے قبضے میں ہے یعنی وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ انجام

---

[۴] مرقاۃ المفاتیح: ۵/ ۵۷، باب اسماء اللہ تعالیٰ، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

کار، منتہا، ہر چیز آپ کے اختیار میں ہے۔اوّل و آخر تو اللہ کی صفت ہے اور منتہا سے مراد وَالۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ ہے کہ اللہ آپ ہم کو تقویٰ دے دیں تا کہ ہمارا انجام بہتر ہو جائے۔ یہاں پر منتہا انجام کے معنیٰ میں ہے۔

طلبِ فضل خداوندی

کردگار امنگر اندر فعل ما

دست ما گیر اے شہ ہر دوسرا

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اے ہمارے مالک! ہمارے فعل پر نظر نہ کیجیے، ہمارے افعال میں غور نہ کیجیے کیوں کہ اگر آپ ہمارے فعل پر نظر کریں گے تو آپ کو ہم سے نفرت ہو گی لہٰذا آپ اپنے کرم پر نظر کیجیے۔ اس شعر میں یہ دوسرا جملہ محذوف ہے یعنی ہماری زشتی اور بُرائی پر نظر نہ کریں، اپنے حسن کرم، حسن عطا، حسن مغفرت اور حسن اصلاحِ نفس پر نظر کریں، آپ میں یہ سب خوبیاں ہیں لہٰذا آپ اپنی ذات پر، اپنے فضل پر نظر کرتے ہوئے ہم پر فضل کر دیں۔ کیوں کہ ہمارے اعمال پر نظر کریں گے تو ہم محروم ہو جائیں گے لہٰذا اے دو جہاں کے مالک! ہماری دستگیری فرمایئے، اپنی نظر کرم سے ہماری مدد کیجیے۔

دعائے طلبِ مغفرت

خوش سلامت ما بہ ساحل باز بر

اے رسیدہ دست تو در بحر و بر

اے خدا! سلامتی کے ساتھ مجھ کو ساحل تک پہنچا دیجیے۔ کون سا ساحل؟ مطلب یہ ہے کہ ہم دنیا کی جس زندگی میں سفر کر رہے ہیں جس میں ہم کو جائز و ناجائز کا اہتمام کرنا فرض ہے۔ یہ عالم تکلیف ہے کیوں کہ ہم شریعت کے اُمور کے مکلف ہیں، موت کے وقت ہماری کشتی ساحل پر لگے گی۔ اسی لیے مولانا رومی کہتے ہیں کہ اے خدا! سلامتی کے ساتھ، اپنی رضامندی کے

ساتھ ہم کو ساحل تک پہنچا دیجیے یعنی جب ہماری روح نکلے تو ایمان و تقویٰ کے ساتھ نکلے، جب انسان کی روح قبض ہوگی تو دنیا کی زندگی کا دریا ختم ہوگیا، دنیا کا سفر ختم ہوگیا لہٰذا اے اللہ! اپنی رحمت سے ہم کو سلامتی کے ساتھ ساحل تک پہنچا دیجیے یعنی نفس اور شیطان کے طوفان، خواہشات کے طوفان یہ ہماری کشتی کو ڈبو نہ دیں۔ کبھی کبھی نفس اور شیطان سے لڑائی میں بڑے بڑے سالکین بھی چت ہوجاتے ہیں، اسی کو مولانا فرماتے ہیں کہ بارہا ہمیں اپنی کشتی ڈوبتی ہوئی نظر آئی لیکن اے خدا! آپ اس کو پھر سنبھال لیجیے، جب ڈوبنے لگے پھر سنبھال لیجیے، اس شعر میں ''بازبر'' بار بار کے لیے ہے یعنی جب کشتی خطرے میں پڑ جائے آپ سنبھال لیجیے یہاں تک کہ ساحل پر لگ جائے اور ہم خیریت سے پار ہوجائیں۔ جب میں دریا کا سفر کرتا ہوں تو بِسۡمِ اللّٰہِ مَجۡرٖىہَا وَمُرۡسٰىہَا [۵] پڑھنے کے بعد مولانا رومی کا یہ شعر بھی پڑھ دیتا ہوں ؎

خوش سلامت ما بہ ساحل باز بر

اے رسیدہ دست تو در بحر و بر

اے خدا! میری کشتی کو سلامتی کے ساتھ ساحل پر لگا دیجیے کیوں کہ آپ کا ہاتھ خشکی میں بھی پہنچا ہوا ہے اور سمندر میں بھی پہنچا ہوا ہے۔ اگر ہم خشکی میں گناہ میں مبتلا ہیں تو خشکی میں بھی اللہ ہماری مدد کرے گا، اگر سمندر میں یا دریا میں ہم اگر کسی گناہ میں مبتلا ہیں تو وہاں بھی اللہ تعالیٰ کا دستِ قدرت پہنچا ہوا ہے، کیوں کہ اے اللہ! آپ خشکی اور تری کے مالک ہیں، آپ کی قدرتِ کاملہ کی رسائی خشکی اور تری ہر جگہ ہے۔ یوں سمجھیے کہ اگر شیطان اور نفس کسی کو ورغلا کر، بدکاری کراتے کراتے ڈھاکہ سے سندر بن کے جنگل میں لے گئے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اس جنگل میں بھی اسے تلاش کرلے گی اور اس کو توفیق توبہ دے کر ڈھاکہ واپس لے آئے گی یعنی گمراہی کے انتہائی مقام پر پہنچنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ اپنے بندے کو ولایت عُلیا سے نواز سکتی ہے، اس شخص کو انتہائی گمراہی سے ہدایت کی طرف واپس لا سکتی ہے۔ اللہ کے یہاں تھکاوٹ نہیں ہے، خدا کبھی اپنے بندوں سے یہ نہیں فرمائے گا کہ اب تم ناقابلِ واپسی ہوچکے۔

۵؎ ھود:۴۱

التجا برائے حفاظت دشمن نفس و شیطان

اے کریم و اے رحیم سرمدی
درگزر از بد سگالاں ایں بدی

اے خدا! آپ کریم بھی ہیں اور رحیم بھی ہیں، آپ کا کرم اور آپ کی رحمت سرمدی ہے، دائمی ہے، یعنی آپ کی صفات دائمی ہیں۔ ''درگزر'' کے معنیٰ چھوڑ دینے کے بھی ہیں لیکن یہاں درگزر کے معنیٰ ہیں چھڑا لیجیے۔ ''بدسگالاں'' کہتے ہیں بُرا سوچنے والے کو، یہاں نفس اور شیطان مراد ہیں کہ یہ ہر وقت ہماری بُرائی سوچتے رہتے ہیں کہ کس طرح ہم کو گناہ میں پھنسا دیں۔ ''بدسگالاں'' اگرچہ فعل لازم ہے لیکن یہاں معنیٰ میں فعل متعدی کے ہے جس کے معنیٰ ہیں اندیشہ کرنا سوچنا۔ فارسی زبان میں ہر دشمن کو بدسگال کہتے ہیں۔ سگالیدن کے معنیٰ ہیں سوچنا، اندیشہ کرنا۔ بدسگال یعنی بد اندیش، جو ہماری بُرائی سوچے۔ تو مطلب یہ ہوا کہ اے اللہ! نفس اور شیطان کی بُرائیوں سے آپ ہمیں محفوظ فرمالیجیے۔

ہدیۂ تشکر بہ درگاہِ خدا

اے بدادہ رائیگاں صد چشم و گوش
نے زرشوت بخش کردہ عقل و ہوش

مولانا رومی نے مخلوقات کی طرف سے اللہ کا شکریہ ادا کیا ہے کہ یا اللہ! آپ نے ہم انسانوں کو کتنی نعمتیں دی ہیں، جیسے بارش ہو جائے تو کہتے ہیں کہ یا اللہ آپ نے سارے عالم پر رحم فرمادیا۔ بعض عارفین سارے عالم کی طرف سے اللہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ مولانا نے بھی سارے عالم کی طرف سے شکریہ ادا کیا ہے کہ اے خدا! آپ نے ہم کو جو آنکھ اور کان بخشے ہیں تو اس کی کوئی رشوت نہیں لی، بغیر معاوضہ اور رشوت کے یہ نعمتیں عطا فرمائیں۔ ''بدادہ'' کے معنیٰ ہیں آپ نے دیا ہوا ہے، ''بخش کردہ'' یعنی عطا فرمایا ہوا اور ''رائیگاں'' کا مطلب ہے مفت، یعنی آپ نے ہمیں جو آنکھ اور کان اور عقل و ہوش عطا فرمائے ہیں یہ نعمتیں بغیر کسی رشوت اور معاوضہ کے بالکل مفت دی ہیں۔

اعترافِ قصور بحضور خدائے غفور

پیش ز استحقاق بخشیدہ عطا
دیدہ از ما جملہ کفران و خطا

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اے خدا! کسی نعمت کا مستحق ہونے سے قبل ہی آپ نے ہمیں اپنی نعمتیں بخش دیں۔ ابھی ہم پیدا بھی نہیں ہوئے تھے کہ آپ نے زمین و آسمان بنا دیے، انسان کو بعد میں پیدا کیا، سمندر، پہاڑ اور دریا پہلے پیدا کر دیے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ ہم نے ایک نیک عمل کیا تو اللہ نے اس نیک عمل کے بدلے میں ہم کو یہ نعمت دی۔ تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تم نے عالم ارواح میں کون سا نیک عمل کیا تھا جو اللہ نے تم کو مسلمان گھرانے میں پیدا کر کے ایمان بخشا؟ ''کفران'' کے معنٰی ہیں ناشکریاں اور ''خطا'' کا مطلب ہے نافرمانیاں یعنی ہماری طرف سے تمام ناشکریاں اور خطائیں دیکھتے ہوئے بھی ہمارے کسی حق کے بغیر آپ نے ہمیں اپنی نعمتوں سے نوازا ہے۔

بتایئے! اللہ کو سب کے مستقبل کا علم ہے یا نہیں؟ بالغ ہونے کے بعد کتنے لوگ زنا، بدکاری، سینما بینی، پتنگ بازی اور جتنی بازیاں ہیں سب کر لیتے ہیں پھر چالیس برس کے بعد توفیق توبہ ہوتی ہے، کسی اللہ والے کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہے، شیخ سے خلافت پاتا ہے، اب شیخ المشائخ بنا بیٹھا ہے حالاں کہ چالیس سال کی زندگی خراب گزری ہے، تو کیا اللہ تعالیٰ کو مستقبل کا علم نہیں تھا کہ چالیس برس تک یہ بندہ بدمعاشیاں کرے گا، لیکن پھر بھی اس کی قسمت میں توبہ کی توفیق اور ولایتِ خاصہ مقدر کیا ہوا ہے۔ جبکہ اس کے سارے اعمال نامہ کا اللہ میاں کو علم ہے۔ تو اس بداعمالی کی سزا کیا ہونی چاہیے؟ گناہ گاروں سے توفیق توبہ اور ولایت چھین لیتے۔ مگر دیکھیے کہ بڑے سے بڑا گناہ گار توبہ کی برکت سے کتنا بڑا اللہ والا بن جاتا ہے۔ حضرت فضیل ابنِ عیاض رحمۃ اللہ علیہ ڈاکہ مارتے تھے لیکن جب توفیق توبہ نصیب ہوئی تو جس جس کا مال لوٹا تھا اس کا مال واپس کیا، ان سے معافی مانگی یہاں تک کہ اکابر اولیاء میں شمار ہوئے۔

زمان و مکان سے حرمتِ گناہ میں اِزدیاد

اے عظیم از ما گناہانِ عظیم
تو توانی عفو کردن در حریم

اے عظیم خدا! آپ لامحدود عظمت والے ہیں، آپ کی عظمت غیر محدود ہے جبکہ ہمارے عظیم گناہ محدود ہیں، آپ اپنی غیر محدود عظمت سے ہمارے بڑے سے بڑے گناہوں کو معاف کرسکتے ہیں کیوں کہ ہمارے گناہوں کی بڑائی محدود ہے اور آپ کی شانِ غفاریت غیر محدود ہے تو اے عظیم المغفرت! چوں کہ آپ کی مغفرت کی شان غیر محدود ہے لہٰذا ہمارے عظیم گناہوں کو جو محدود ہیں اپنی غیر محدود مغفرت کے صدقے میں معاف کردیجیے۔ گناہ میں عظمت مقام سے بھی آتی ہے اور زمان سے بھی آتی ہے، جیسے رمضان میں کوئی گناہ کرلے تو زمان مقدس ہونے کی وجہ سے گناہ عظیم ہوجائے گا۔ ایسے ہی حرم کعبہ میں کوئی گناہ کرلے تو مقام محترم ہونے کی وجہ سے گناہ عظیم ہوجائے گا۔ جس طرح زمان و مقام محترم ہونے سے نیکیاں محترم ہوجاتی ہیں ایسے ہی گناہ بھی عظیم ہوجاتے ہیں، ان کا وبال بھی عظیم ہوجاتا ہے۔ اسی کو مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اگر کعبہ کے اندر بھی کسی سے عظیم گناہ کبیرہ ہوجائے تو بھی اللہ تعالیٰ اس کو اپنے فضل سے معاف کرنے پر قادر ہیں۔ اللہ کے گھر کے اندر، بیت الحرام کے سامنے، دروازۂ کعبہ کے سامنے، حجرِ اسود کے سامنے، مقامِ ابراہیم پر اگر کوئی ایک لاکھ گناہ کرلے تو بھی خدا کی قدرت اس پر قادر ہے کہ اس کو ولایتِ خاصہ سے نواز دے اور توبہ کی توفیق دے کر اس کو معاف کردے۔ اللہ کے اس فضل عظیم کو سوچو میرے دوستو کہ اللہ کی شان کتنی عظیم ہے۔

کافروں کی مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ زنی کا ایک واقعہ

حضرت! سنا ہے کہ یہاں بنگلہ دیش میں ایک جماعت والوں نے اجتماعی شب گزاری کا سلسلہ شروع کیا ہے لہٰذا حضرت! آپ یہاں ایک قصہ بیان کردیا کریں تاکہ لوگ ان کی چکربازیوں میں نہ آئیں۔ ایک بہت بڑے رئیس نے حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب

رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا کہ وہ پاکستان سے اپنے ایک دوست کے پاس لندن گئے، وہاں رمضان کا مہینہ آگیا، انہوں نے دوست سے کہا کہ مجھے اولیاء اللہ کی، صالحین کی کوئی جماعت بتاؤ، میں وہاں تراویح پڑھا کروں گا۔ وہ لندن والا دوست بہت مذاقیہ اور بد دین تھا، اس نے سوچا کہ اس ملّا کو بے وقوف بنادو۔ لہٰذا ایک ایسی جگہ لے گیا جہاں بہت سے لوگ داڑھی رکھے ہوئے تسبیح پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے وہاں تیس دن گزارے اور اتنا خوش ہوئے کہ آکر اپنے دوست کا شکریہ ادا کیا کہ تم نے ہم کو اولیاء اللہ میں بھیج دیا کیوں کہ وہاں پر جتنے لوگ تھے سب داڑھی رکھے ہوئے بارہ تسبیح کا ذکر کرتے تھے، ساتھ ساتھ تہجد بھی پڑھتے تھے اور باقاعدہ بیس رکعات تراویح پڑھتے تھے، حدیث اور عربی لغت اور تدریس اور تالیف جیسے مشغلے میں مصروف رہتے تھے۔ تو انہوں نے کہا کہ اللہ آپ کو جزائے خیر دے آپ نے ہم کو بڑے اچھے ماحول میں رمضان گزارنے کا راستہ دکھایا۔ تو اس نے ہنس کر کہا کہ میں نے تمہارا رمضان خراب کر دیا، تم کافروں کے پاس رہے ہو، یہ سارے عیسائی کافر ہیں، ان کو ٹریننگ دی جاتی ہے، تربیت دی جاتی ہے، یہ لوگ مسلم ممالک میں جاتے ہیں، وہاں مسلمانوں کی امامت کرتے ہیں اور ان کی نمازیں ضایع کرتے ہیں، اس طریقے سے مسلمانوں کے دین کو تباہ کرتے ہیں۔ لہٰذا حضرت! یہ جماعت والے جو راتیں گزاریں گے یہ بالکل لندن والی شکل ہے، یہ شب گزاری عبادت نہیں ہے، یہ شب گزار کر مسلمانوں کے دین پر شب خون ماریں گے۔ اب دعا کرلیں کہ جو کہا سنا گیا اللہ تعالیٰ اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

خداوندا مجھے توفیق دے دے
فدا کردوں میں تجھ پر اپنی جاں کو

گنہگاروں کے اشکوں کی بلندی
کہاں حاصل ہے اختر کہکشاں کو

اختر

اکیسویں رمضان، مجلس در مسجد خادم الاسلام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دنیائے فانی کی بے ثباتی

میرے دوستو بزرگو! دنیا میں اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو گنتی کے چند دن کے لیے بھیجا ہے، دیکھتے دیکھتے دن گزرتے جارہے ہیں، قیامت کا دن جیسے جیسے قریب آرہا ہے دن چھوٹے ہونے لگے ہیں، کھٹا کھٹ گزرتے چلے جارہے ہیں۔ بچپن گیا، جوانی آگئی، اب کچھ لوگ جوانی میں ہیں، کچھ لوگ جوانی سے آگے بڑھ چکے ہیں جس کو ادھیڑ عمر کہتے ہیں، جو لوگ ادھیڑ عمر میں پہنچے ہوئے ہیں وہ آگے بڑھنے والے ہیں جس کو بڑھاپا کہتے ہیں، کچھ لوگ بوڑھے بھی ہوچکے ہیں، بال سفید ہوچکے ہیں، وہ موت کے قریب ہیں، اس دنیا میں انسان کی آخری منزل قبرستان ہے۔ جس شخص کو اللہ نے عقل دی ہے وہ تھوڑا سوچے کہ جب قبر میں لیٹیں گے اور کئی من مٹی اوپر پڑی ہوگی اس وقت کیا چیز تمہارے کام آئے گی؟ بس اس وقت اپنی قیمت معلوم ہوگی۔ جب یہاں کی کرنسی ختم ہوجائے گی اس وقت سبحان اللہ، الحمدللہ اور اللہ اکبر، تلاوت اور ذکر اور اللہ کی یاد اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنا ان اعمال کی قیمت معلوم ہوگی، اس وقت معلوم ہوگا کہ امیر کون ہے۔ دنیا میں تو آدمی یہ سمجھتا ہے کہ جس کی جیب میں نوٹ کی گڈیاں ہیں وہ امیر ہے چاہے نماز پڑھے یا نہ پڑھے اور جس کے پاس پیسے نہیں ہوتے وہ سمجھتا ہے کہ میں غریب ہوں۔

حقیقی توشۂ آخرت اللہ کی محبت و اطاعت ہے

دیکھیے! شاہ ولی اللہ محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

دلے دارم جو اہر پارۂ عشق است تحویلش
کہ دار د زیر گردوں میر سامانے کہ من دارم

ولی اللہ کے سینے میں اللہ نے اپنی محبت دی ہے اور میں مرنے کے بعد اپنی روح کے ساتھ اللہ کی یہی محبت لے کر جاؤں گا اور فرمایا کہ اے دنیاوالو سنو! تم اپنی فیکٹریاں، کارخانے، بادشاہتیں، تخت و تاج اور وزارتیں زمین پر چھوڑ کر جاؤ گے، تم بھی اپنے ساتھ سوائے کفن کے کچھ نہ لے جاسکو گے، نوٹوں کی گڈیاں، کپڑا، مال و دولت، سونے چاندی کے زیورات کچھ نہیں لے جاؤ گے اور ہم بھی کچھ نہیں لے جائیں گے لیکن ہمارے تمہارے درمیان یہ فرق ہو گا کہ ولی اللہ اپنی روح کے ساتھ اللہ کی عبادت اور محبت کی دولت لے کر جائے گا اور اے مال دارو، کارخانہ والو، فیکٹری والو اور اے دنیاوالو! تم لوگ جو دنیا کی محبت میں غرق ہو کر خدا سے غافل ہو تم اپنے ساتھ کیا لے جاؤ گے؟ تمہارے ساتھ کچھ نہیں جائے گا، تم خالی ہاتھ جاؤ گے، اس وقت معلوم ہو گا کہ ولی اللہ سے بڑھ کر کون ہے۔

وہ مال و دولت مبارک ہے جو راہِ خدا میں خرچ ہو

لیکن وہ آدمی جس کو خدا نے مال دیا ہو اور وہ اس مال کو اپنا نہ سمجھے، یہ سمجھے کہ خدا نے دیا ہے، مجھے اپنی جان و مال سے بڑھ کر اللہ محبوب ہے لہٰذا جہاں اللہ کی مرضی ہو وہاں بے دریغ خرچ کرو۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال خرچ کر کے خوشیاں منائی تھیں، اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا کہ جاؤ میرے صدیق سے پوچھو کہ آج تمہارا گھر خالی ہو گیا ہے تمہیں کچھ غم ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ صدیق اکبر کو سلام فرماتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ صدیق مجھ سے راضی ہے، خوش ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سن کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اَنَا رَاضٍ عَنِ الرَّبِّ[۶] میں اپنے رب سے راضی ہوں۔

---

[۶] کنز العمال: ۱۲/۵۰۹ (۳۵۶۵۸) مؤسسۃ الرسالۃ، ذکرہ بلفظ انا عن ربّی راض

آخرت میں فیصلہ صرف اللہ کی رضامندی پر ہو گا

یہ خاص نصیحت کی بات ہے کہ کبھی بھی اپنی قیمت اپنے مال سے، اپنے مکان سے، اپنی دولت سے، اپنی صحت سے، اپنے ذہن و دماغ سے، اپنی عقل کی تیزی سے، اپنی سمجھ داری سے نہ لگاؤ، قیمت لگے گی اللہ کی رضا سے۔ قیامت کے دن جس سے اللہ راضی ہو گا بس اس کی قیمت لگے گی، ورنہ بڑے بڑے ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، سائنس داں، عقل مند سب کو جب جوتے پڑیں گے اور دوزخ میں ان کی ٹانگوں کو کھینچا جائے گا اس وقت پتا چلے گا کہ ساری عقل و دولت کہاں چلی گئی۔ آخرت میں عقل و خرد پر فیصلہ نہیں ہو گا، اللہ کی رضامندی پر فیصلہ ہو گا۔ اسی لیے کہہ رہا ہوں کہ کسی شخص کو اللہ نے کوئی خوبی دی ہے تو اس پر اللہ کا شکر ادا کرے اور اللہ کے دیگر بندوں کو حقیر نہ سمجھے۔ مان لیجیے آپ کو اللہ نے زیادہ عقل دی ہے اور کسی کو کم عقل دی تو یہ فیصلہ نہ کرو کہ ہماری قیمت بھی زیادہ ہے، ہو سکتا ہے کہ اللہ اس سیدھے سادے کم عقل بندے کو بخش دے اور تمہاری عقل و ہوشیاری کے باوجود تم کو جہنم میں پھینک دے۔ علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر پیش کرتا ہوں، بہت سادہ سا شعر ہے؎

ہم ایسے رہے یا کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

دیکھو کیسا سادہ شعر ہے، اس میں فارسی کا کوئی لفظ ہے؟ عربی کا کوئی لفظ ہے؟ واہ رے سید سلیمان ندوی! یہ حکیم الامت کے جوتیوں کا صدقہ تھا، کتنا پیارا شعر کہا ہے۔ لہٰذا اپنی قیمت کچھ نہ لگاؤ، بس اللہ سے ڈرتے رہو اور شکر ادا کرو کہ اللہ نے ہم کو نیک اعمال کرنے کی توفیق دی ہے۔

فقراء کی میدانِ محشر میں ایک فضیلت

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جب قیامت کے دن بوجہ بداعمالی کے بہت سے مال دار لوگوں کے لیے، اغنیا کے لیے جہنم کا فیصلہ ہو جائے گا تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ غریبوں کو بلائیں گے اور فرمائیں گے کہ اگر ان مال داروں میں سے کسی نے تم کو رضائی دی ہو، کپڑا پہنایا ہو، تمہاری کوئی خدمت کی ہو تو آج تمہیں کہہ دیتا ہوں کہ

ان جہنم میں جانے والے مال داروں کو تم جنت میں لے جاسکتے ہو، تو سارے غریب وہاں جائیں گے اور بڑے بڑے کارخانے والوں کو پہچانیں گے کہ بھئی ہمارا گھر نہیں تھا آپ نے ہمارا گھر بنوایا تھا، کوئی کہے گا آپ نے ہمارا قرضہ ادا کیا تھا، کوئی کہہ رہا ہے آپ مصیبت کے وقت میں ہماری مدد کیا کرتے تھے تو وہ غریب ان مال داروں کو جنت کی طرف لے جائے گا تب وہ امیر لوگ کہیں گے کہ ہم تو تم کو حقیر سمجھتے تھے کہ ہمارے ٹکڑوں پر، ہماری زکوٰۃ صدقات پر پلتے ہو، آج معلوم ہوا کہ تم لوگ ہم سے زیادہ امیر نکلے۔

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس وقت اللہ ان غریبوں سے فرمائے گا کہ تم دنیا میں کہتے تھے کہ اللہ نے ہم کو دولت نہیں دی، ہم کو غریب بنا کر حقیر و ذلیل کر دیا، دنیا میں تم ہماری شکایت کرتے تھے۔ آج بتاؤ اصلی کون امیر ہے؟ تو اللہ تعالیٰ وہاں ان کی زبردست عزت بڑھائیں گے۔ اس لیے غریبوں کو اپنا دل چھوٹا نہیں کرنا چاہیے۔

امارت ولایت کے منافی نہیں

دنیا میں امیروں کے لیے بھی آخرت کی کمائی کے مواقع ہیں۔ ایک رئیس تھے حضرت عبید اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ، بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں۔ شرح جامی کے لکھنے والے ملّا جامی ان سے بیعت ہونے آئے تو دیکھا کہ گھوڑے وغیرہ بندھے ہوئے ہیں، خدمت کے لیے نوکر چاکر ہیں، انہوں نے سوچا کہ ایسا مال دار آدمی بھی ولی اللہ ہو سکتا ہے؟ واپس لوٹ آئے اور دل ہی دل میں ایک شعر پڑھا۔

نہ مرد آنست کہ دنیا دوست دارد

وہ اللہ والا نہیں ہو سکتا جو دنیا کو دوست رکھے۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور ملّا جامی نے کسی سے قرضہ لیا ہوا تھا تو قرض خواہ آ گیا کہ لاؤ میرا قرضہ نہیں تو اللہ میاں سے شکایت کرتا ہوں، اب وہیں فیصلہ ہو گا۔ اتنے میں وہی بزرگ حضرت عبید اللہ گھوڑے پر خوب روپیہ لے کر آئے جن کے بارے میں ملّا جامی کہتے تھے کہ گھوڑے رکھنے والا اور مال و دولت والا کیسے ولی اللہ ہو سکتا ہے۔ تو انہوں نے آکر قرض خواہ سے کہا کہ اس فقیر ملّا جامی کو کیوں تنگ کرتے ہو؟ وہ کہتا ہے کہ انہوں نے میرا قرضہ لیا ہے۔ پوچھا کتنا قرضہ ہے، یہ لو اپنا

قرضہ۔ جب صبح ہوئی تو ملّا جامی شرمندہ ہوئے، ان کے دل میں شیخ کی قدر آگئی اور حضرت عبید اللہ صاحب کے پاس لوٹ آئے۔ حضرت کو کشف ہوگیا کہ آج ملّا جامی کو کوئی خواب نظر آیا ہے تو فرمایا کہ میاں کیسے حاضر ہوئے؟ عرض کیا کہ بیعت کرلیجیے۔ فرمایا ایسے بیعت نہیں کروں گا، پہلے یہ بتاؤ کہ کل کس وجہ سے اور کیا محسوس کرکے بھاگے تھے اور کیا مصرع پڑھا تھا؟ اب ملّا جامی مارے شرم کے بولتے نہیں ہیں۔ وہ کہنے لگے کہ بتانا پڑے گا تب بیعت کروں گا۔ ملّا جامی بے چارے مجبور ہو کر کہنے لگے کہ حضرت کل میں نے دل میں یہ اعتراض کیا تھا؎

نہ مرد آنست کہ دنیا دوست دارد

وہ مرد کیسے اللہ والا ہوسکتا ہے جو دنیا کو دوست رکھے۔ حضرت عبید اللہ صاحب نے فرمایا کہ اس میں دوسرا مصرع میرا ملالو؎

اگر دارد برائے دوست دارد

اگر دولت رکھتا ہے تو اپنے اللہ کے لیے رکھتا ہے۔ یعنی جہاں موقع دیکھتا ہے خوب خرچ کرتا ہے، دولت کو دوست بنا کر نہیں رکھتا۔ پھر فرمایا کہ میں نے جو یہ دنیا پالی ہوئی ہے یہ اللہ کے لیے رکھی ہے تاکہ کوئی غریب آئے، کسی کو کوئی دینی کام پیش ہو تو اس میں خرچ کروں اور اپنے رب کی راہ میں خرچ کرکے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کروں۔

عشق مولیٰ عشق لیلیٰ سے ہرگز کم نہیں

بتایئے! اپنے محبوب پر مال خرچ کرنے سے دل خوش ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر کسی کی بیوی بہت حسین و جمیل ہے تو شوہر اس کی ہر فرمایش پوری کرتا ہے چاہے لاکھوں کی فرمایش کردے، یہاں تک کہ لوگوں نے محبت میں سلطنت لُٹادی ہے۔ برطانیہ کا بادشاہ جارج ششم یا ہفتم، چھٹا یا ساتواں تھا، اس کو ایک عورت سے عشق ہوگیا، پارلیمنٹ نے فیصلہ کیا کہ اس عورت کا ساتھ چھوڑدو ورنہ حکومت نہیں کرسکتے، تم کو برطانیہ کا بادشاہ نہیں بنایا جائے گا، اس نے کہا کہ میں بادشاہت کے تخت و تاج پر لعنت بھیجتا ہوں، میں اپنے عشق سے دست بردار نہیں ہوسکتا، اس کی محبت سے استعفا نہیں دے سکتا۔

دیکھو دوستو! سڑنے گلنے والی لاشوں کی محبت میں یہ نشہ ہوتا ہے کہ اس کی وجہ سے تخت و تاج نگاہوں سے گر جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی محبت کا کیا مقام ہو گا؟ سلطان ابراہیم ابنِ ادہم نے سلطنت چھوڑی تھی، ارے اللہ تعالیٰ کی محبت کا کچھ تو مزہ پا گئے تھے، ایسے ہی تھوڑی چھوڑی تھی۔ مومن کو اللہ تعالیٰ سے ایسی محبت ہونی چاہیے، یہ زمین و آسمان کے خزانے کیا ہیں؟ چند دن کے ہیں۔ ایک دن یہ سب فنا ہو جائیں گے، ان کا نام و نشان بھی باقی نہ رہے گا۔ اور جو یہ کہتے ہیں کہ میری اولاد ہوتی تو مجھ کو یاد کرتی تو تین چار پشت کے بعد پوچھیں گے کہ تمہارے پر دادا کون تھے؟ تو وہ بتائے گا بھی نہیں کہ کون تھے۔ آپ کو اپنا ابا کا نام معلوم ہے، دادا کا نام معلوم ہے بہت زیادہ ہوا تو پر دادا کا نام معلوم ہو گا۔ اب بتاؤ کہ پر دادا کے باپ کون تھے کسی کو یاد ہے؟ کسی کو کچھ پتا نہیں، سب کو فنا ہے، کوئی کسی کو نہیں پوچھے گا، سب نام و نشان مٹ جائے گا، تین پشت کے بعد کوئی پوچھنے والا نہیں ہو گا۔

اس لیے جتنا ہو سکے اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کو راضی کر لو جو ہمارا خالق و مالک ہے۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ جلیل القدر تابعی ہیں، کسی نے ان سے پوچھا کہ کچھ نصیحت کر دیجیے۔ فرمایا کہ جتنا دنیا میں رہنا ہے اس کے لیے اتنی کمائی کرو اور جتنا آخرت میں رہنا ہے اس کے لیے اتنی محنت کرو۔ اب ذرا بیلنس نکالو۔ جس جہاں میں جتنا رہنا ہو اس کے لیے اتنی ہی محنت کرو۔ وطن آخرت کے، اپنے اصلی وطن کے رئیس بنو۔ سبحان اللہ کیا نصیحت فرمائی!

مال و دولت کا صحیح مقام کیا ہے؟

ایک نصیحت تو یہ کرنی ہے کہ ہر وقت آخرت کو یاد رکھو، موت کو یاد رکھو، تاکہ دل دنیا میں لگنے نہ پائے، دنیا خوب کماؤ مگر دنیا کو ہاتھ میں رکھو، جیب میں رکھو، نوٹ کی گڈیاں جیب میں ہوں، گھر میں ہوں لیکن دل کے اندر دنیا کو نہ رکھو، دل اللہ کا گھر ہے، اس میں اللہ کی محبت کو غالب رکھو۔ اس کو سیکھو کہ دل میں اللہ کی محبت کو کیسے غالب کیا جاتا ہے؟ اس کے لیے اللہ کے خاص بندوں کی جوتیاں اٹھاؤ اور ذکر اللہ کرو، اللہ کی نام کے برکت سے جب اللہ کی محبت دل میں آئے گی پھر اللہ تعالیٰ آپ کو اپنا ایسا عاشق بنائیں گے کہ دنیا مچھر اور مکھی سے

بھی حقیر نظر آئے گی۔ لاکھوں کروڑوں روپے ہوں مگر ہاتھ میں اور جیب میں رہیں، دل کے اندر نہ آئیں تب ہی دل چین سے رہتا ہے۔ جب دنیا دل میں آتی ہے تو دل پریشان رہتا ہے، دل دنیا سے خالی ہوگا تو چاروں طرف دنیا رہے، قدموں کے نیچے رہے، اللہ خوب برکت دے مگر دل میں نہ رہے تو بہت سکون سے رہو گے۔

اس کی مثال بھی دیتا ہوں۔ کشتی کے نیچے اگر پانی نہ ہو تو کشتی نہیں چلے گی، کل ہم جارہے تھے تو دریا میں پانی کم ہو گیا، خشکی آگئی اور کشتی پھنس گئی، اب سب لوگ کشتی کو دھکا دے رہے ہیں۔ اگر کشتی کے نیچے پانی نہ ہو، ہمارے پاس دنیا نہ ہو تو ہمارا کیسے کام چلے گا؟ لیکن پانی کشتی کے نیچے رہنا چاہیے، کشتی کے اندر نہیں آنا چاہیے، اگر پانی کشتی کے اندر آجائے تو کیا ہوگا؟ کشتی ڈوبے گی یا نہیں؟ اسی طرح دل کے باہر دنیا رکھو، دل کی کشتی کو دنیا کے پانی پر لے چلو لیکن دنیا کا پانی دل میں نہ گھسنے دو، دیکھتے رہو کہیں سے پانی گھس تو نہیں رہا۔ اور دل کی اس کشتی کے انجینئر اللہ والے ہیں، ان سے مشورے لیتے رہو، ذکر و فکر کرتے رہو، کثرت سے موت کو یاد کرو، روزانہ بیس مرتبہ موت کو یاد کرو۔

آخرت کی تیاری کے چند اعمال

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو روزانہ بیس مرتبہ موت کو یاد کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو شہید کا درجہ دے گا۔ بس ذرا سا خیال کر لیا کہ ایک دن اپنے اللہ کے یہاں جانا ہے، ہمیشہ جنت میں رہنا ہے، ہمارا اصل مقام جنت ہے۔ اس کے لیے اعمال کرو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلو۔ حضور کی لنگی ٹخنے سے اوپر رہتی تھی بلکہ نصف پنڈلی کھلی رہتی تھی، اگر کوئی نصف پنڈلی نہ کھولے تو کم از کم اتنا ضرور کرے کہ ٹخنہ کھلا رہے ٹخنہ ڈھکنے نہ پائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی رکھی تھی، آپ بھی اپنے پیارے نبی کے طریقے پر رہو، اسی سے نجات ملے گی۔ اللہ قیامت کے دن یہ نہیں پوچھیں گے کہ بنگلہ دیش والے کیسے تھے؟ برطانیہ والے کیسے تھے؟ ہندوستان والے کیسے تھے؟ وہ تو یہ پوچھیں گے کہ ہمارے پیغمبر کے طریقے پر تھے یا نہیں؟ تمہاری شکل نبی جیسی کیوں نہیں تھی؟ جب قیامت کے دن پیشی ہوگی اور آپ کو سخت پیاس لگی ہوئی ہوگی تو حضور حوض کوثر سے پانی پلائیں گے یا نہیں؟ سب

مانگیں گے کہ یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو جامِ کوثر پلادیں۔ تو جو لوگ دنیا میں داڑھی منڈاتے تھے اگر ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں کہ تم نے ہماری جیسی شکل کیوں نہیں بنائی؟ تمہیں میری شکل میں کیا خرابی نظر آئی تھی؟ تم نے انگریزوں کی شکل کیوں بنائی تھی؟ اگر حضور پوچھیں گے کہ ہماری شکل میں کیا خرابی تھی؟ جب ہم کو نبی مانا تھا تو ہماری جیسی شکل کیوں نہیں بنائی تھی؟

سِکھوں کی اپنے مذہب پر استقامت

سکھ تو اپنے گرونانک کی شکل بنائے، جتنے سکھ ہیں سب داڑھی رکھتے ہیں یا نہیں؟ کیا وجہ ہے کہ ان کے دل میں تو گرونانک کی اتنی محبت ہو اور ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہو کر ان جیسی شکل نہ بنائیں؟ اگر سکھوں کو کہہ دو کہ داڑھی منڈادو تو کبھی نہیں منڈائے گا، کہے گا کہ ہم اپنے گرونانک کے طریقے کو نہیں چھوڑیں گے۔ بتایئے ایک جعلی اور بالکل نقلی چیز، بالکل باطل مذہب والے اپنے مذہب پر کتنی سختی سے جمے ہوئے ہیں۔

ایک سکھ امریکا گیا، وہاں اس نے فوج میں نوکری کی درخواست دی، فوجی افسر نے کہا کہ ہم داڑھی کے ساتھ تم کو فوج میں بھرتی نہیں کریں گے۔ اس نے صدر امریکا کو ٹیلی گرام کیا کہ جب میں دوڈھائی من وزن لے کر دوڑ سکتا ہوں تو چھٹانک بھر داڑھی لے کر نہیں دوڑ سکتا؟ امریکی صدر نے اجازت دے دی، پھر وہ لاکھوں امریکی فوجیوں کے ساتھ اکیلا داڑھی لے کر دوڑتا تھا۔ تو مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ ہر چیز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع کریں۔

مجالس میں سنتوں کا مذاکرہ کارِ سعادت ہے

آج سے مسجد میں روزانہ ایک سنت فجر کے بعد اور ایک سنت عصر کے بعد یاد کرانا شروع کرائیں، پھر دیکھیے ساری مسجد نور سے بھر جائے گی ان شاءاللہ! اور آپ کا دل بھی نور سے بھر جائے گا۔ ارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں میں کیا مزہ ہے! اس کام میں صرف ایک منٹ لگے گا، لمبا چوڑا وعظ نہیں ہو گا۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو

پھیلائیں۔ حضور کے طریقے پر چلنے کی برکت سے مومن اللہ کا محبوب ہو جاتا ہے کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے محبوب ہیں۔ آپ عہد کرلیں کہ روزانہ دو سنتوں کا مذاکرہ کریں گے، ایک صبح اور ایک شام، اس طرح ایک مہینے میں ساٹھ سنتیں ہو جائیں گی۔

حکیم الامت حضرت تھانوی کی کتاب حیاۃ المسلمین ہے، بنگلہ زبان میں چھپ گئی ہے، تھوڑا سا اس کتاب سے سنا دیا کریں۔ یہ سب انتظام اس لیے کیا جارہا ہے تاکہ ہم اولیاء اللہ کے اخلاق اختیار کریں، ہر انسان اپنے کو سب سے حقیر سمجھے، غصے کو ضبط کرے، جذبات میں کبھی نہ آئے، یہ نہ ہو کہ ذرا ذرا سی بات پر لوگوں سے لڑ جائے، اپنے بزرگوں کے طریقوں پر چلے۔

اخلاق کی اصلاح کے چند اعمال

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ جیسے بڑے ولی اللہ مکہ شریف کی ایک گلی سے گزر رہے تھے، کسی نے ان پر راکھ پھینک دی، انہوں نے کہا الحمد للہ۔ مریدوں نے کہا کہ حضور یہ کیا بات ہے، آپ نے شکر کیوں ادا کیا؟ فرمایا کہ جو سر آگ برسانے کے قابل ہو اگر پر راکھ برسائی جائے تو شکریہ ادا نہ کروں؟ دیکھو اللہ والے یہ کہتے ہیں، اور ہم لوگ تھوڑا سا نماز روزہ کر کے اپنے کو ولی سمجھنے لگتے ہیں، چند رکعات تہجد اور اوّابین پڑھ لیں، تھوڑی سی تلاوت اور ذکر کرلیا اور بس سمجھ گئے کہ ہم ولی اللہ ہو گئے۔ اور اللہ والے اتنی عبادات اور اتنے مجاہدات کرنے کے بعد بھی اپنے کو بڑا گناہ گار سمجھتے ہیں۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ دعا کریں کہ بارش ہو جائے تو حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے شہر خالی کر دیا، جنگل میں گئے اور اللہ سے روئے کہ یااللہ! میری وجہ سے بارش نہیں ہو رہی ہے، اسی لیے میں شہر سے بھاگ آیا ہوں، میرے گناہوں کو معاف کر دیجیے، بارش برسا دیجیے، میں آپ کا سب سے نالائق بندہ ہوں، میں نے شہر خالی کر دیا ہے، میرے گناہوں کی نحوست سے، میرے اعمال کی خرابی سے بارش نہیں ہو رہی ہے، اب میں یہاں آگیا ہوں، اب آپ بارش برسا دیجیے۔ ان کی اس تواضع کی برکت سے بارش ہو گئی۔ تو اللہ والے اپنے کو ہمیشہ مٹا کر رکھتے ہیں۔ لہٰذا اپنے غصے کو ضبط کرو اور جذبات کو اپنے قابو میں رکھو۔ جو شخص اپنے کو حقیر سمجھے گا وہی ان باتوں سے بچ سکتا ہے۔ ان بیماریوں کے بارے میں بزرگوں نے لکھا ہے کہ غصہ، حسد اور لوگوں سے لڑنا جھگڑنا یہ تکبر کی

شاخ ہے، جو انسان اپنے کو بڑا سمجھتا ہے وہی سب پر غصہ کرتا ہے کہ میری تو اتنی قیمت ہے مجھے ایسا کیوں کہہ دیا؟ لہٰذا اپنے نفس سے بار بار کہتے رہو اور اللہ سے بھی کہتے رہو کہ یااللہ! ہماری کوئی قیمت نہیں ہے، ہم بے قیمت ہیں۔ دنیاوی لحاظ سے معمولی آدمی بھی آپ کو کچھ کہہ دے تو صبر کرو، کوئی بھی آپ کو کچھ کہہ دے اللہ کے لیے معاف کردو۔ اگر اللہ کا ولی بننا چاہتے ہو تو صبر کا راستہ اختیار کرو۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو لوگوں نے کیسے بُرے بُرے الفاظ کہے۔ حضرت مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کا وعظ ہو رہا تھا، دس ہزار کا مجمع تھا، اس میں ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ آپ ولد الزنا ہیں، حرامی ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ بھائی میرے والدین کے نکاح کے گواہ ابھی زندہ ہیں، آپ جاکر ان سے پوچھ سکتے ہیں۔ اور پھر وعظ شروع کردیا۔ اللہ اکبر کیا شان تھی! آج کوئی ہے ایسی باتیں برداشت کرنے والا؟ ارے میاں نفس کو مٹائے بغیر اللہ نہیں ملتا۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ بس مرید ہوگئے تو کام بن گیا۔ ارے میاں خون کے پیالے پی کر اللہ ملتا ہے۔ اپنی حرام خواہشات کو ضبط کرو، اپنی آنکھوں کو بدنگاہی سے بچاؤ، زبان کو غصے سے بچاؤ اور اپنے نفس کو ذلیل کردو پھر دیکھو خدا کیا دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری محبت کی علامت یہ ہے اَذِلَّۃٍ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ایمان والوں کے سامنے ذلیل ہو جاؤ، ان کی باتیں برداشت کرو، ورنہ تمہارا محبت کا دعویٰ غلط ہوگا۔ وَ لَا یَخَافُوۡنَ لَوۡمَۃَ لَآئِمٍ قرآنِ پاک کی آیت تلاوت کر رہا ہوں، اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں کی علامت بیان فرمارہے ہیں کہ وہ اپنے کو بالکل مٹا کر رہتے ہیں، کوئی کچھ بھی کہہ دے اسے برداشت کرتے ہیں، انتقام نہیں لیتے۔ یہ نہیں کہ کسی نے کہا الّو، تو فوراً کہتے ہیں تو الّو، تیرا باپ الّو، تیرا دادا الّو۔ یہ کیا ہے بھائی؟ یہ صوفی ہیں؟ کیا تصوف صرف تسبیح پڑھنے کا نام ہے؟ تو اپنے نفس کو ذلیل کردو اور ایمان والوں کے سامنے اپنے کو مٹادو۔ اَعِزَّۃٍ عَلَی الۡکٰفِرِیۡنَ ہاں جہاں کافر ہوں وہاں بہادر بن جاؤ۔ یُجَاهِدُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ [ک] اللہ کے راستے میں مشقت برداشت کرو، بدنگاہی سے تکلیف پہنچے تو اس کو برداشت کرو، اس سے روح میں نور پیدا ہوگا، اللہ کا قرب عطا ہوگا۔ صحابہ نے اللہ کی راہ میں تلواریں کھائی ہیں، ہم بدنگاہی

ک المائدۃ:۵۴

کا غم برداشت نہیں کرسکتے۔ لہٰذا حسینوں اور نامحرموں سے نگاہ بچائیں، بصارت کو بچائیں پھر ان شاء اللہ بصیرت پیدا ہوگی، قلب میں روشنی آئے گی۔

اسی طرح غصے کو برداشت کرو، کبھی کسی مخلوق سے مت لڑو، کسی سے غلطی ہو جائے اور اسے غصے میں کچھ کہہ دو تو دوسرے وقت اس کو ہدیہ پیش کرو۔ جس کو آپ نے غصے میں کچھ نامناسب بات کہہ دی جو شرعاً آپ کے لیے جائز نہیں تھی تو اس سے معافی مانگو، اگر پھر بھی غصے کا مرض نہیں جاتا تو اس کے جوتے سر پر رکھ لو اور جوتے کو اُلٹا کرکے رکھو، سر پر تلا نہیں رکھو، پھر دیکھو نفس کیسے صحیح ہوتا ہے۔

ایک عالم کے دل میں عُجب پیدا ہوگیا تھا، ان کے شیخ نے کہا کہ اخروٹ خریدو اور ایک ٹوکرے میں بھر کر اس محلہ میں جاؤ جہاں بہت زیادہ بچے ہوں اور آواز لگاؤ کہ جو بچہ میرے سر پر ایک چپت لگائے گا اسے اخروٹ ملیں گے۔ وہ عالم مخلص مرید تھے، اخلاص سے اللہ کا راستہ طے کرنا چاہتے تھے، اپنے نفس کی اصلاح کرانا چاہتے تھے، بُرے اخلاق کا تزکیہ چاہتے تھے، انہوں نے اپنے شیخ کے حکم پر عمل کیا اور اخروٹ کا ٹوکرا لے کر اس محلے میں پہنچ گئے جہاں بہت زیادہ بچے تھے۔ اب بچوں نے جو یہ سنا کہ چپت بھی لگانے کو ملے گی اور اخروٹ بھی ملیں گے، ان کے تو مزے آگئے، سب نے ان کے سر پر خوب چپت لگائی۔ آہ! اِدھر ٹوکرا اخروٹ سے خالی ہوا اُدھر سر تکبر سے خالی ہوگیا۔ پہلے زمانے میں لوگ اس طرح اپنے شیخ کے ناز اُٹھا کر سلوک طے کرتے تھے۔

بس یہ چند گزارشات عرض کرنی تھیں۔ اب دعا کیجیے اللہ جو کچھ کہا سنا گیا اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، ہم سب کو جذب فرما کر اللہ والا بنادے۔ ہر قسم کے گناہوں سے، اپنی ہر قسم کی ناراضگیوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، ہم کو اور ہماری قیامت تک آنے والی ذریات کو محض اپنے فضل و کرم سے ہمارے کسی استحقاق کے بغیر اولیائے صدیقین کی خطِ منتہا تک پہنچادے۔ یا اللہ! ہم کو اپنے دوستوں والے اخلاق اور حیاتِ اولیاء عطا فرما، ہماری دنیا بھی بنادے اور آخرت بھی بنادے، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

اُمورِ عشرہ برائے اصلاحِ معاشرہ

از محی السنۃ حضرتِ اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یعنی وہ دس اُمور (کام) جن کے التزام سے دین کے
دوسرے احکام کی پابندی کی توفیق ان شاءاللہ تعالیٰ ملے گی۔

۱۔ تقویٰ اور اخلاص کا اہتمام۔ تقوی کا خلاصہ یہ ہے کہ فرائض وواجبات وسنن مؤکدہ کی پابندی کرنا اور ممنوعات سے بچنا۔ اخلاص کا حاصل یہ ہے کہ ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے ہی کرنا۔

۲۔ ظاہری گناہوں میں سے بد نگاہی، بدگمانی، غیبت، جھوٹ، بے پردگی اور غیر شرعی وضع قطع رکھنے سے خصوصاً بچنا۔

۳۔ اخلاقِ ذمیمہ (برے اخلاق) میں سے بے جا غصہ، حسد، عُجب، تکبر، کینہ اور حرص وطمع پر خصوصی نگاہ رکھنا۔

۴۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا انفراداً واجتماعاً بہت اہتمام رکھنا۔ ان کے احکام اور آداب کو بھی معلوم کرنا۔ فضائل تبلیغ میں سے حدیث نمبر ۳ تا ۷ کو بار بار پڑھنا بالخصوص حدیث نمبر ۵ کو۔

۵۔ صفائی ستھرائی کا التزام رکھنا۔ بالخصوص دروازوں کے سامنے جن میں مساجد و مدارس کے دروازے خصوصاً توجہ کے مستحق ہیں ان کے سامنے زیادہ اہتمام صفائی کا رکھنا۔

۶۔ نماز کی سنن میں سے قرأت، رکوع، سجدہ اور تشہد میں انگلی اٹھانے کے طریقے کو سیکھنا۔ نیز اذان واقامت کی سنن کو توجہ سے معلوم کرکے ان پر عمل کی مشق کرنا۔

۷۔ سنن عادات کا بھی خاص خیال رکھنا مثلاً کھانے پینے، سونے جاگنے، ملنے جلنے وغیرہ مسنون طریقے پر عمل کرنا۔

۸۔ کم از کم ایک رکوع کی تلاوت روزانہ کرنا اور اس میں کلامِ پاک کے حُسن وجمال کی زیادہ سے زیادہ رعایت کرنا۔ یعنی قواعدِ اخفاء واظہار، معروف ومجہول وغیرہ کا لحاظ رکھنا اور درود شریف کم از کم ۱۱ مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھنا یا ایک تسبیح کسی نماز کے وقت تین سو مرتبہ روزانہ پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

۹۔ پریشان کن حالات ومعاملات میں یہ سوچ کر شکر کرنا کہ اس سے بڑی مصیبت وپریشانی میں مبتلا نہیں ہُوا۔ مثلاً بخار آنے پر یہ سوچنا کہ پیشاب تو بند نہیں ہُوا ہے، فالج، جنون اور قلبی امراض سے تو بچا ہُوا ہوں۔ نیز یہ اعتقاد رکھنا کہ بیماری سے گناہ معاف ہو رہے ہیں یا اس پر اجر وثواب ہو گا۔

۱۰۔ اپنے شب وروز کے اعمال کا شرعی حکم معلوم کرنا جن کا علم نہیں ہے کہ آیا وہ اوامر یعنی فرض، واجب، سُنتِ مؤکدہ، سُنتِ غیر مؤکدہ، مستحب ومباح میں سے ہیں یا نواہی یعنی کفر وشرک، حرام، مکروہ تنزیہی یا تحریمی میں سے اور جو اعمال خدانخواستہ منکرات میں سے معلوم ہوں ان کو جلد از جلد ترک کرنا۔

❁❁❁❁

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنّت کے راستے
اللہ جل جلالہ سے مِلاتے ہیں سُنّت کے راستے

دنیا کی زندگی مختصر اور آخرت کی مسافت طویل تر ہے۔ اس طویل راہ کو طے کرنے کے لیے جتنا توشہ بھی پاس ہو کم ہے۔ آخرت کے اس سفر کا توشہ سونا چاندی، مال و دولت اور نام و شہرت نہیں بلکہ نیک اعمال ہیں۔ ان نیک اعمال کو اسی دنیاوی زندگی میں رہ کر حاصل کرنا ہے۔ ان اعمال کی بدولت ہی آخرت میں معلوم ہوگا کہ کون اس دن امیر ہے اور کون مفلس۔

آہ جب دنیا سے کوئی آخرت کو جائے ہے
بس اکیلا جائے ہے اور سب دھرا رہ جائے ہے

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ ''توشۂ آخرت کے اعمال'' میں دنیا کی مختصر زندگی میں رہتے ہوئے آخرت کی لامتناہی زندگی کے لیے نیک اعمال کی تیاری کی رغبت دلائی ہے۔ حضرت اقدس کا یہ وعظ نہایت پُراثر، دلنشین اور زندگی کے ہر طبقے سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے لیے ضروری ہے۔

www.khanqah.org

AW-125

ناشر